شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر کا مشرب یہ کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ: ۹)

القولُ الجلی

فی

بابِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت)

از: ـــــ خواجہ سلمان احمد

(صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا سہارنپور)

13/1814 محلہ قاضی سہارنپور

ناشر

مولانا محمد جاوید مظاہری

عید میلاد النبی ﷺ

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فالیفرحوا ھو خیر مما یجمعون.

''فرمادیجیے (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثت محمدی کے ذریعہ تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں'' اس آیت میں ان تمام سورتوں کے علاوہ حصولِ فضل ورحمت پر خوشی اور جشن منانے کا خصوصی حکم ہے، اور شکر بجالانے کے سب طریقوں اور صورتوں سے اسے بہتر قرار دیا جارہا ہے۔

آیت مذکورہ بالا میں دو چیزوں یعنی اللہ کے فضل اور رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ یہاں فضل اور رحمت سے مراد کیا ہے؟ اگر ہم قرآنِ مجید کی دیگر آیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ذاتِ گرامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے، اور بعثت مصطفوی ہی اس کا سب سے بڑا فضل ہے۔

☆ امام آلوسی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ: **واخرج ابوالشیخ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان الفضل العلم ورحمۃ محمد ﷺ واخرج الخطیب وابن عساکر عنہ تفسیر الفضل بالنبی ﷺ (آلوسی، روح المعانی: ۱/۱۴۱)**

''ابوشیخ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ فضل سے مراد علم ہے اور

رحمت سے مراد محمد ﷺ ہیں، خطیب اور ابن عساکر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فضل سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں"

امام سیوطیؒ نے بھی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مذکورہ بالا قول نقل کیا ہے۔

واخرج ابوالشیخ عن ابن عباس فی الأية قال فضل الله العلم ورحمة محمد ﷺ قال الله تعالیٰ (وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین) سوره الانبیاء

"ابوشیخ نے اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد علم (قرآن) ہے، اور رحمت سے مراد محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے (اور ہم نے اے محبوب! آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)"

(الدر منثور فی تفسیر الماثور ۴/۳۳۰)

اسی طرح امام ابن حیان اندلسی نے "تفسیر البحر المحیط" میں اور امام ابن جوزی نے "زاد المسیر فی علم التفسیر" میں یہی قول نقل کیا ہے،

اور امام طبریسی نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ:

ومعنی الأيات کل له الله الفرحين بالدنيا المقدمين بها الجامعين لها اذا فرحتم بشیء ففره بفضل الله عليكم ورحمة لكم بانزال هذال القرآن وارسال محمد ﷺ اليكم فانكم تحصلون بهما نعيها دائماً مقيمه خيرلكم من هذالدنيا الفانيه. (طبریسی معجم البيان ۵/۷۸–۱۷۷)

"اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ان تمام دنیوی خوشیاں منانے میں حد سے تجاوز کرنے والوں اور ان کی خاطر جمع ہونے والوں کو فرما دیں"۔

اگر تم کوئی خوشی منانا چاہتے ہو، تو اللہ کے فضل اور رحمت پر خوشی مناؤ، جو نزولِ قرآن اور ولادت و بعثت مصطفوی ﷺ کی صورت میں تمھیں عطاء ہوئے، پس بیشک تم ان دونوں (نزول قرآن اور ولادت بعثت مصطفویؐ پر خوشی منانے) کے بدلہ میں ہمیشہ قائم رہنے والی نعمت (جنت) حاصل کروگے، جو تمھارے لئے اس فانی دنیا سے بہتر ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ذات گرامی مصطفیٰ ﷺ اور قرآن مجید ہے، جس کی آمد کے عوض میں خوب خوشیاں منانی چاہئیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے واما بنعمت ربک فحدث۔ ''اور آپ کے پروردگار نے جو نعمت عطاء فرمائی ہے اس کا بیان کرتے رہیں''

اور ذاتِ محمدی ﷺ سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کون سی نعمت ہوگی جس کی ہم چرچا (بیان) کرتے رہیں، چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے حوالہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا

''مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا ہے، صحیحین سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا، ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے، کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰؑ کو نجات دی، سو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں''۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطاء ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب

تر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز و سجدہ، روزہ، صدقہ، اور تلاوتِ قرآن و دیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے، اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لئے اس دن ضرور شکرانہ بجالانا چاہئے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دن کو منایا جائے، تاکہ یوم عاشورہ کے حوالہ سے حضرت موسیٰؑ کے واقعہ سے مطابقت ہو۔ اور اگر کوئی اس چیز کو ملحوظ نہ رکھے تو میلاد مصطفیٰ ﷺ کے عمل کو ماہ کے کسی بھی دن منانے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض نے تو اسے یہاں تک وسیع کیا ہے کہ سال میں سے کوئی دن بھی منایا جائے۔ پس یہی ہے جو کہ عمل مولد کی اصل سے متعلق ہے۔

''جبکہ وہ چیزیں جن پر عمل کیا جاتا ہے ضروری ہے کہ ان پر اکتفاء کیا جائے جس سے شکر خداوندی سمجھ آئے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ (ان میں) ذکر، تلاوت، ضیافت، صدقہ، نعتیں، صوفیانہ کلام، جو کہ دلوں کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرے اور آخرت کی یاد دلائے (وغیرہ جیسے امور شامل ہیں)''۔ (۱)

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ فطور بھی ڈالا گیا ہے اور ان کی طرف سے یہ سوال بھی

---

(۱) (سیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد ۶۳، ۶۴) (سیوطی الحاوی للفتاویٰ ۲۰۵، ۲۰۶)
(زرقانی، شرح المواہب اللدنیا بالمنح المحمدیۃ، ۱/۲۶۳) (احمد بن زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، ۱/۵۴)
(نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ۲۳۷)

ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ ولادت اسی دن ہوئی ہے تو آپ کا وصال بھی تو اسی دن اور اسی مہینے میں ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں غم نہ کر کے خوشی کرنا کیسا؟ آیئے تو اسکا جواب بھی ایک مجدد و محدث سے لیتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:۔

إن ولادة صلي الله عليه وآله وسلم أعظم النعم علينا، ووفاته أعظم المصائب لنا، والشريعة حثت علي إظهار شكر النعم والصبر والسكون والكتم عند المصائب وقد أمر الشرع بالعقيقة عند الولادة وهي إظهار شكر وفرح بالمولود، ولم يأمر عند الموت بذبح ولا بغيره .بل نهي عن النحاية وإظهار الجزع ،فدلّت قواعد الشريعة علي أنه يحسن في هذا الشهر إظهار الفرح بولادته صلي الله عليه وآله وسلم دون إظهار الحزن فيه بوفاته.(سيوطي،حسن المقصد في عمل المولد: ٥٤،٥٥،١)(سيوطي ، الحاوي للفتاوي ٢٠٣)

"بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ تاہم شریعت نے نعمت پر اِظہارِ شکر کا حکم دیا ہے اور مصیبت پر صبر وسکون کرنے اور اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اِسی لیے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اِظہار کی ایک صورت ہے، لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کر دیا ہے۔ لہٰذا شریعت کے قواعد کا تقاضہ ہے کہ ماہِ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم کا"۔

اب ذرا صحیح بخاری کی حدیث ملاحظہ ہو، فلما مات ابو لهب اريه بعض اهله بشر هيبة قال له ماذا لقيت قال ابو لهب لم الق بعد كم غير انى سقيت فى

هذه بعتاقتی ثویبة. (بخاری الصحیح ۵ کتاب النکاح، رقم ۴۸۱۳)

"ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں جب کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ برے حال میں تھا، اس سے پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا، میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اس سے کبھی چھٹکارہ نہیں ملتا، ہاں مجھے (اس عمل کی جزاء کے طور پر) سیراب کیا جاتا ہے کہ میں نے (حضور اکرم ﷺ کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا"

اس واقعہ کو عظیم محدث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سہیلی کے حوالہ سے یوں بیان کیا ہے کہ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں ایک سال بعد بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا، بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت پیر کو ہوئی، اور جب ثویبہ نے اس روز ابولہب کو آپؐ کی ولادت کی خبر دی، تو اس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ (عسقلانی، فتح الباری، ۱۴۵/۹)

اس حدیث کو بخاری کے علاوہ عبدالرزاق، بیہقی، سہیلی، ابن کثیر، شیبانی، بغوی، عینی، محدث دہلوی اور شاہ انور شاہ کشمیریؒ نے بیان کیا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث اس موضوع پر ملاحظہ ہو، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے ولادت کی خوشی میں بکرے ذبح کئے، اور ضیافت کا اہتمام فرمایا،

(۱) عن انس ان النبی ﷺ عق عن نفسه بعد ما بعث نبیا.

"حضورؐ نے بعد از بعثت اپنا عقیقہ کیا"۔

ذهبی میزان الاعتدال فی نقد الرجال. (۱۵۳/٤، رقم ٤٥٩٦)

(۲) عن انس ان النبی ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة.

''حضور نبی اکرمؐ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا'' (طبرانی، المعجم الاوسط، رقم ۹۹۴)

امام سیوطیؒ اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ان جده عبدالمطلب عق عنه فی سابع ولا دته ولاعقیقة لا تعاد مرة ثانیة، فیحمل ذٰلک علی ان الذی فعله النبی ﷺ اظهاراً للشکر علی ایجاد الله تعالیٰ ایاه رحمة للعالمین وتشریفاً لامته کما کان یصلی علیٰ نفسه لذٰلک فیستحب لنا ایضاً اظهار الشکر بمولده باجتماع الاخوان اطعام الطعام ونحو ذٰلک من وجوه القربات واظهار المسرات. (۱)

"حضور نبی اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں روز رسول اللہ ﷺ کا عقیقہ کیا، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عقیقہ دو بار نہیں کیا جاتا، اور احتمال یہی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لئے عقیقہ خود کیا۔ اپنے رحمۃ اللعامین ہونے اور امت کے مشرف ہونے کی وجہ سے، اور اسی طرح ہمارے اوپر مستحب ہے، کہ ہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں، اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات کریں، اور خوشی کا اظہار کریں"۔

یہاں یہ بات بہت سے ذہنوں پر ناگوار گزرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی جسے عرف عام میں (میلاد النبیؐ) کہا جاتا ہے کہ یہ ایک بدعت ہے، جس کی قرآن اور حدیث میں کوئی اصل نہیں، میں نے مذکورہ بالا حوالے اس لئے جمع کئے کہ اللہ رب العزت

خود قرآن شریف کی ایک آیت سے نہیں بلکہ بہت سی آیات سے اپنی نعمت کا شکر بجالانے کا حکم دیتا ہے، ہمارے معاشرہ میں خواص و عام اس بات پر بہت تنازعہ کرتے ہیں کہ میلاد النبیؐ ایک بدعت اور ناجائز عمل ہے، حالانکہ ایسا نہیں، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ ایک بدعت حسنہ ہے، جس کو محدثین نے ہمیشہ سے اپنایا ہے بلکہ اپنی بیش بہا تصانیف (اس میلاد النبی) عمل کی نظر کی، اور اس پر حجت منوانے کی دلیلیں قائم کیں، ہم لوگ صرف ایک مسلکی اختلافات کی وجہ سے اپنے اکابرین کی روش سے دور ہوتے جارہے ہیں، اور ایسا کرنے والوں کو بدعتی، بداعتقادی، کی نظر سے دیکھتے ہیں جو کہ نہیں ہونا چاہئے، میں نے یہ مختصر رسالہ صرف اسی لئے لکھا ہے کہ عوام وخواص کو علم ہو، کہ یہ صرف اس صدی کی پیداوار نہیں، یہ عمل تو سواد اعظم پچھلے ایک ہزار سال سے کرتا آرہا ہے، اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے، اس پر آگے ائمہ ومحدثین کے عمل اور ان کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

میلاد النبی ائمہ ومحدثین کی نظر میں

علامہ ابن تیمیہ

علامہ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) اپنی کتاب (الاقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم) میں لکھتے ہیں

کہ وکذالک ما یحدث بعض الناس، اما مضاهاة للنصاری فی میلاد عیسیٰ وامام محبة للنبیؐ وتعظیماً والله قد یثبهم علی هذه المحبة والاجتهاد لعلی البدعة من اتخاذ مولدالنبیؐ عیداً.

---

(۱) سیوطی الحاوی للفتاوی ۱/۱۹۶ (۲) سیوطی حسن المقصد فی عمل المولد ۶۵ (۳) نبہانی حجۃ اللہ علی العالمین ۲۳۷

"اور اسی طرح ان امور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجا کر لیتے ہیں: میلاد

عیسیٰ میں نصاریٰ سے مشابہت کے لئے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لئے، اور اللہ تعالیٰ انھیں اس محبت اور ایجاد پر ثواب عطاء فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر ان لوگوں کو جنھوں نے یوم میلاد النبی ﷺ بطور عید اپنایا"، اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

فتعظيم المولد واتخاذه موصماً قد يفعله بعدالناس، ويكن له فيه اجراً عظيم. لحسن قصده وتعظيمه لرسول الله ﷺ كما قدمته لک انه يحسن من بعض الناس ما يستقبح من المؤمن المساد.

"میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنالینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اس میں اس کے لئے اجر عظیم بھی ہے، کیونکہ اس کی نیت نیک ہے، اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے بعض لوگوں کے نزدیک ایک امر اچھا ہوتا ہے اور بعض مؤمن اسے قوی کہتے ہیں"۔

امام برہان الدین بن جماعہ (۷۲۵،۷۹۰ھ)

امام برہاالدین ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعہ الشافعی (۱۳۲۵،۱۳۸۸) ایک نامور قاضی و مفسر تھے آپ نے دس جلدوں پر مشتمل قرآن حکیم کی تفسیر لکھی۔ ملاعلی قاری (م۱۰۱۴ھ) المورد الروی فی مولد النبوی ونسبہ الطاہر" میں آپ کے معمولاتِ میلاد شریف کی بابت لکھتے ہیں"

قد اتصل بنا أن الزاهد القدوة المعمر أبا إسحاق إبراهيم بن عبد الرحيم بن إبراهيم جماعة لما كان بالمدينة النبوية. علي ساكنها أفضل الصلاة وأكمل التحيه. كان يعمل طعاماً في المولد النبوي، ويطعم الناس، ويقول: لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولدا. (ملاعلى قارى، المورد الروي في مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم ونسبه

الطاہر:۱۷)

''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد وقدوہ معمر ابواسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحیم جب مدینۃ النبی (اُس کے ساکن پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو)۔میں تھے تو میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے،اور فرماتے تھے:اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔''

امام ولی الدین ابوزرالعراقی

امام ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم بن حسین العراقی (۱۳۶۱۔۱۴۲۳ھ) ایک نامور محدث وفقیہ تھے۔اُن سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ محفل میلاد منعقد کرنا مستحب ہے یا مکروہ؟ یا اِس کے بارے میں کوئی باقاعدہ حکم موجود ہے جو قابل ذکر ہو اور اس کی پیروی کی جاسکتی ہو؟ آپ نے جواب دیا

إطعام الطعام مستحب في كل وقت،فكيف إذاانضم لذالک السرور بظهور نورالنبوة في هذا الشهر الشريف، ولانعم ذالک من السلف،ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروهاً،فكم من بدعة مستحبة بل واجبة.(علي بن أبراهيم،تشنيف الآذان بأسرار الآذان :۱۳٦)

''کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے۔اگر کسی موقع پر ربیع الاول شریف کے مہینے میں ظہور نبوت کی یادگار کے حوالے سے خوشی اور مسرت۔کے اظہار کا اِضافہ کر دیا جائے تو اس سے یہ چیز کتنی بابرکت ہو جائے گی۔ہم جانتے ہیں کہ اَسلاف نے ایسا نہیں کیا اور یہ عمل بدعت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ مکروہ ہو۔کیوں کہ بہت سی بدعات مستحب ہی نہیں بلکہ واجب ہوتی ہیں۔''

امام شمس الدین سخاویؒ (۸۳۱۔۹۰۲ھ)

محفل میلاد النبی قرون ثلاثہ فاضلہ کے بعد صرف نیک مقاصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے انعقاد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اخلاص پر مبنی تھی، پھر ہمیشہ سے جملہ اہل اسلام تمام ممالک، اور بڑے بڑے شہروں میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آرہے اور اس کے معیار اور عزت وشرف کو عمدہ ضیافتو اور خوبصورت طعام گاہوں (دسترخوانوں) کے ذریعہ برقرار رکھا اور اب بھی ماہِ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں بلکہ جوں ہی ماہِ میلاد النبی قریب آتا ہے خصوصی اہتمام شروع کردیتے ہیں اور نتیجۃً اس ماہِ مقدس کی برکات اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فضل عظیم کی صورت میں ان پر ظاہر ہوتی ہیں، یہ بات تجرباتی عمل سے ثابت ہے، جیسا کہ امام شمس الدین الجزری المقری نے بیان کیا ہے کہ ماہِ میلاد، کے اس سل مکمل طور پر حفظ وامام اور سلامتی رہتی ہے، اور تمنائیں پوری ہونے کی بشارت بہت جلد ملتی ہے۔

امام قسطلانیؒ (صاحب ارشاد الساوی)

لا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر المولوده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في ليله بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فى المبرات ويعتون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل العظيم ومما جرب من خواصه انه امان فى ذلك العام وبسرى عاجله بنيل البغيهة المرام فرحم الله امرأ التخذ اليالى شهر مولوده مبارك اعيداً لاكون اشداً علة علىٰ من قلبه مرض. (قسطلانی، المواهب للدنیه ۱/۴۷ ؛)

''ہمیشہ سے اہل اسلام حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محفل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں اور ربیع الاول کی راتوں میں صدقات وخیرات کے تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں۔ اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں، میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں، ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہر طور فیض یاب ہوتا ہے، میلاد النبی کی مجرب چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے، نیز (یہ عمل) نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہِ میلاد النبی کی راتوں کو (بھی) بطور عید منا کر اس کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں (بغض رسالت مآب کے سبب پہلے ہی خطرناک) بیماری ہے''

امام ابن حجر مکیؒ (۹۰۹۔۹۷۳ھ)

المولود والاذكار التى تفعل عندنا اكثرها مشتمل على خير كصدقات وذكر وصلوة وسلامه على رسول الله ﷺ

ترجمہ: ہمارے یہاں میلاد و اذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور زیادہ تر بھلے کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں، مثلاً ان میں ذکر کیا جاتا ہے، حضور نبیؐ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور صدقات کئے جاتے ہیں یعنی غرباء کی امداد کی جاتی ہے۔

شاہ عبدالرحیم محدث دہلویؒ (۱۱۷۴ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے حوالہ سے الدر الثمین میں لکھتے ہیں کہ:

میں ہر سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال بوجہ عسرت کھانے کا اہتمام نہ کر سکا، مگر میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کردئے، رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اوآپ خوش وخرم تشریف فرماہیں، (شاہ ولی اللہ، الدرالثمین، ۴۰)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۶۵تا۱۲۴۲ھ)

غیر مقلدین کے بانی شیخ محمد عبدالوہاب النجدی کی کتاب مختصر سیرت الرسول کی شرح کرتے ہوئے ان کا بیٹا عبداللہ بن محمد اپنی کتاب مختصر سیرۃ الرسول میں میلاد شریف کی بابت لکھتا ہے۔

''اور ابولہب کے بانی ثویبۃ نے آپ کو دودھ پلایا اور جب اس نے آپ کی پیدائش کی خبر سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا، اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخیف کر دی جاتی ہے'' اور انگلی کے اشارہ سے کہنے لگا کہ میرے ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ نکلتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میں میرے لئے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے محمد ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دی، اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

''ابن جوزی کہتے ہیں: پس جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں ہر شب میلاد اس ابولہب کو بھی جزا دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے، تو آپ کی امت کے اس توحید پرست

مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ کی میلاد کی خوشی مناتا ہے۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۱۵۹ تا ۱۲۳۹ھ)

خاندانِ ولی اللہ کے آفتاب روشن شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ وبرکة ربیع الاول بمولود النبیؐ فیه ابتداء وبنشر وبرکاتهٗ علی الامة حسب ما یبلغ علیه من هدایة الصلوٰة، واطعاماة معالة. اور ماہِ ربیع الاول کی برکت حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے، جتنا امت کی طرف سے آپؐ کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام اور نعتوں کا نذرانہ پیش کیا جائے اتنا ہی آپؐ کی برکتوں کا ان پر نزول ہوتا ہے۔

شیخ والعرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (۱۲۳۳-۱۳۱۷ھ)

علماء ہند کے عظیم شیخ بالخصوص مدرسہ دیوبند کے نامور عالم وفاضل بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے، اور مکہ میں درس دیتے رہے پھر وہیں ان کی وفات ہوئی، اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ چاروں سلاسل طریقت میں بیعت کرتے تھے، اور دارالعلوم دیوبند کے عظیم و روحانی سرپرستوں (مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی) جیسے اور کئی دیگر علماء ومشائخ کا شمار حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء میں ہوتا تھا۔

شمائم امدادیہ" کے صفحہ نمبر ۴۷ اور ۵۰ پر درج ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ایک سوال میلاد النبیؐ کے انعقاد کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟ کے جواب میں فرمایا:

"مولود شریف تمام حرمین کرتے ہیں، اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے؟ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختیار کی ہیں، نہ چاہیئے، او قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔" (۲)

وہ مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے علماء مولود شریف پر بہت تنازعہ کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جو صورت جواز کی موجود ہے، پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں، اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے، البتہ وقت قیام کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہئے" اگر اتہمام تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہیں، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں، (مہاجر مکی، شمائم امدادیہ، ۹۴)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مذکورہ بالا یہ بیان کے مطابق حرمین شریف میں میلاد کی تقریبات کا ہونا اس بات کی حتمی و قطعی دلیل ہے، کہ اس پر اہل مدینہ و اہل مکہ میں دو آرا نہیں تھیں، وہ سب متفقہ طور پر میلاد کا اہتمام کرتے تھے اور میلاد کے جواز پر اس قدر حجت ہمارے واسطے کافی ہے جو انکار کرنے والوں کے لئے برہان قاطع ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اعتقادی نوعیت کے سات سوالات کے جواب میں اپنی کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ" لکھی، کسی نے ان سے دریافت کیا کہ میلاد کے بارے میں ان کا کیا عقیدہ اور معمول ہے؟ تو اس پر انھوں نے جواب دیا:

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ۹)

ایک جگہ لکھتے ہیں: رہا یہ عقیدہ کہ مجلس مولود میں حضور پرنور رونق افروز ہوتے ہیں

تو اس عقیدہ کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے یہ بات عقلاً ونقلاً ممکن ہے کہ بعض مقامات پر واقع ہو بھی جاتی ہے اگر کوئی یہ شب کرے کہ حضرت کو کیسے علم ہوا؟ آپ کئی جگہ کیسے تشریف فرمائے تو یہ شبہ بہت کمزور شبہ ہے، حضور اکرمؐ کے علم وروحانیت کی وسعت کے آگے، جو صحیح روایات سے اور اہل کشف کے مشاہدہ سے ثابت ہے۔ یہ ادنیٰ سی بات ہے"

علامہ وحید الزماں (م ۱۳۳۸ھ)

مشہور غیر مقلد عالم دین علامہ نواب وحید الزماں میلاد شریف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وکذالک من یزجر الناس بالانف وتشدد علی سماع الغنی او المزامیر او عقد مجلس المیلاد، او قرعة فاتحه المرسومه ویفسقهم او یکفرهم علیٰ هٰذا.

ایسے ہی لوگوں کو سماع غنا یا مزامیر، یا محفل میلاد منعقد کرنے یا مروجہ فاتحہ پڑھنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے یا ان کے فسق یا ان کے کفر پر اور تشدد کرنا نیکی کے بجائے گناہ حاصل کرنا ہے،

حضرت مجدد الف ثانیؒ (۹۷۱-۱۳۴ھ)

امام ربانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی اپنی مکتوبات میں فرماتے ہیں:

نفس قرآ خوائندن بصورت حسن ودر قصائد نعت و مقنقبت خوائدن چه مضائقة است؟ ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است، والتزام رعایة مقامات نغمه و تردید صورت بآں، به طریق الحان با تصفیق مناسب آن که در شعر نیزر غیر مباغ است، اگریه نهجے خوائدن که تحریف کلمات قرآن نشود چه مانع است؟ (مکتوب نمبر: ۷۲)

"اچھی آواز میں قرآن حکیم میں تلاوت کرنے، قصیدے اور پڑھنے میں کیا حرج ہیں؟ ممنوع تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہے، ایسے طریقہ سے م ولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہوں، اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) اوامر نہ پائے جائیں، تو پھر کون سا امر مانع ہے؟"

مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ (م ۱۲۹۷ھ)

مولانا احمد علی سہارنپوری میلاد شریف کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم برواية صحيحة فى اوقات خاليه عن وضائف العبادات والواجبات ويكفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة واه لاقرون الثلاثة المشهو لها بالخير والاعتقادات، التى مهمة بالشرك والبدعة والآداب التى لم تكن مخالفة عن سيرةالصحابة التى هى مصدقا قوله ما أنا عليه واصحابى وفى مجالس خالية عن المنكمات الشرعية موجب اللخير والبركة بشرط ان يكون مقرونا بصدق النية الاخلاف والعتقاد كونه داخلاً فى جملة الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت من الأوقتا فمذا كان كذالك لا نعلم احد من المسلمن ان يحكم عليه يكونه غير مشروع او بدعة. (سهارنپورى المهند على المفند ٦١، ٦٢)

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایت سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں، ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلاثہ کے طریقہ کے خلاف نہ ہوں، جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت محمد ﷺ نے دی ہے،

ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں، ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کے اس سیرت کے مخالف نہ ہوں، جو حضرت ﷺ کے ارشاد ما انا علیہ و اصحابی کے مصداق ہیں، ان مجالس میں جو منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں، سبب خیر و برکت ہے۔ بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدے سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے، کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس جو ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز اور بدعت ہونے کا حکم نہیں دے گا۔

شیخ محمد بن علوی المالکی المکیؒ:

ان الاحتفال بالمولود النبی الشریف تعبیر عن الفرح و السرور بالمصطفیٰ ﷺ وقد انتفح به فقد جاء فی البخاری انه یخفف عن ابی لهب کل یوم الاثنین بسبب عتقهِ لثویبه جاریته لما بشرته بولاده المصطفیٰ ﷺ (محمد بن علوی المالکی، حول الاحتفال بذکر المولد النبی الشریف، ٢٢)

”بیشک میلاد النبی کی محفل حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی و مسرت سے عبارت ہے اور اس اظہارِ خوشی پر تو کافر نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ پیر کے روز اس ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کہ اسنے اپنی باندی ثویبہ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوش خبری دینے پر بناء (اظہار مسرت کی وجہ سے) آزاد کر دیا تھا۔“

میں نے اس مختصر رسالہ میں تاریخ کے چند اکابرین کے حوالہ دیۓ ہیں، نہیں تو فہرست بہت طویل ہے، آخر میں یہ بتا تا چلوں کہ میلاد النبی ﷺ پر اور اس کی قبولیت پر صرف ایک یا دو شخصیت نے قلم نہیں اٹھایا ہے، بلکہ ایک لمبی فہرست موجود ہے، جس میں امام ابن

جوزیؒ، ابن دحیہ الکلبیؒ، ابن عبداللہ الجزریؒ، ابن کثیرؒ، حافظ عراقیؒ، حافظ ابن ناصرالدین دمشکیؒ، حافظ سخاویؒ، امام جلال الدین السیوطیؒ، امام ابن حجر المکیؒ، ابن دبیع الشیبانیؒ، ملاعلی قاریؒ، عبدالکریم برزنجیؒ، محمد بن جعفر القطانیؒ، اور امام یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ جیسی جلیل القدر شخصیات موجود ہیں، جنھوں نے میلاد النبی ﷺ کے مستحب ہونے اور اس امر کو بجالانے پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

آخر میں بدعت کے حوالے سے کچھ ضروری بات وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں، ہمارے یہاں نام نہاد علماء و دانشوران صرف یہ کہہ کر میلاد شریف کی محافلوں سے لوگوں کو روکتے ہیں کہ یہ امر بدعت ہے۔ انہوں نے بدعت کہہ کر عوام و خاص کو روک دیا مگر خود بدعت کا مطلب نہیں سمجھا۔

''بدعت'' عربی زبان کا لفظ ہے جو ''بدع'' سے مشتق ہے اسکا معنیٰ ہے 'اخترعہ و صنعہ لا علیٰ مثال' (المنجد، ۲۹. مادة بدع)

''نئی چیز ایجاد کرنا اور اسے نیا بنانا کہ اسکی مثل چیز کا پہلے وجود نہ ہو''

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی لفظ بدعت کی لغوی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

البدعة اصلها ما احدث علی غیر مثالِ سابق. (عسقلانی. فتح الباری، ۴:۲۱۹)

'بدعت کی اصل یہ ہے کہ اسے بغیر سابقہ نمومہ کے ایجاد کیا گیا ہو'

اور قرآنِ کریم میں آیا ہے ''بدیع السماواتِ و الارضِ''

آیت مذکورہ کا حوالہ دیتے ہوئے امامِ ابنِ حجر مکیؒ بدعت کا لغوی مفہوم واضح کرتے ہیں۔ البدعت لغة ما کان مخترعاً علی غیر مثال سابق و منه ''بدیع

السماوات و الارض " ای موجدهما علی غیر مثال سابق. (بیان المولد و القیام : ۲۰)

"بدعت لغت میں اس نئے کام کو کہتے ہیں جسکی مثال پہلے موجود نہ ہو (جس طرح قرآن کریم میں اللہ رب العزت کی شانِ تخلیق کے متعلق فرمایا گیا۔) 'آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا' یعنی زمین و آسمان کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پہلی مرتبہ پیدا فرمانے والا۔"

مندرجہ بالہ آیات سے ثابت ہو گیا کہ کائناتِ عرضی وسماوی کی تخلیق کا ہر نیا مرحلہ بدعت کہلاتا ہے اور وہ ہستی جو کسی ایسی چیز کو وجود ادا کرے جو پہلے وجود نہ ہو، 'بدیع' کہلاتی ہے۔

بدعت کا اصطلاحی مفہوم

(۱) امام نووی بدعت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کل شئی عمل علیٰ غیر مثال (نووی، شرح الصحیح مسلم، ۲۸۵)

'ہر وہ چیز جو کسی نمونے کے بغیر عمل میں لائی جائے۔'

(۲) شیخ ابنِ رجب حنبلیؒ جامع العلوم والحکم' میں فرماتے ہیں:

المراد بالیدعة ما احدث مما لا اصل له فی الشریعة یدل علیه و اما ما کان له اصل من الشرع یدل علیه فلیس ببدعة شرعاً و ان کان بدعة لغة. (جامع العلوم و الحکم. ۱، ۲۵۶)

بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو لیکن ہر وہ معاملہ جس پر دلیل شرعی موجود ہو وہ شرعاً بدعت نہیں اگر چہ وہ لغوی اعتبار سے بدعت ہوگا۔

اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی بدعت کا اصلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں کہ "تحقیق یہ ہے کہ اگر بدعت شریعت میں کسی مستحسن کے تحت داخل ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر وہ شریعت کی

ناپسندگی کے تحت آتی ہے تو وہ غیر پسندیدہ ہوگی۔''

اور امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف (فتح الباری شرح صحیح البخاری) میں بدعت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اصل میں بدعت سے مراد یہ ہے کہ ایسے نئے امور کا پیدا کیا جانا جنکی مثال سابقہ دور میں نہ ملے اور ان امور کا اطلاق شریعت میں سنت کے خلاف ہو پس یہ ناپسندیدہ عمل ہے اور بالتحقیق اگر وہ بدعت شریعت میں مستحسن ہو تو وہ بدعت میں حسنہ ہے اور اگر وہ بدعت شریعت میں ناپسندیدہ ہو تو وہ بدعت مستقبحہ (بری) کہلائے گی اور اگر ایسی نا ہوئی تو اسکا شمار بدعتِ مباحہ میں ہوگا۔ بدعت کو شریعت میں پانچ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔''

ہمارے معاشرے میں عوام و خاص ہر نئے کام کو بدعت گردانتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت ذلالت و گمراہی ہے، اگر ہر نیا کام بدعت ٹھہرے اور ہر بدعت ذلالت و گمراہی قرار پائے تو اس معنیٰ کے اعتبار سے مدارس کی مروجہ تعلیم و تدریس بھی گمراہی قرار پائے گی کیونکہ موجودہ ضابطے کے تحت تدریس نہ تو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھی اور نہ ہی اس طرح کسی صحابی نے تعلیم حاصل کی تھی بلکہ قرآنِ حکیم کا موجودہ سورۃ میں جمع کیا جانا اور اس پر نقطہ اور اعراب لگوانا (معاذ اللہ) گمراہی کہلائے گا۔ نیز مسجدِ پختہ کرنا، انمیں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، مختلف زبانوں میں خطبات اور مساجد کی تزئین و زیبائش کے جملہ انتظامات بھی ناجائز اور حرام ٹھہریں گ۔ ہر نئی چیز کو بدعت جانکر گمراہی پر محمول کرنا نہ صرف ایک غلط فہمی اور مغالطہ ہے بلکہ علمی و فکری اعتبار سے باعثِ ندامت اور قابلِ افسوس نقطہ نظر ہے۔ اگر بدعت کے اس مفہوم کو گمراہی کا معیار قرار دے دیا جائے تو عصر حاضر اور اسکے بعد ہونے والی تمام علمی و سائنسی ترقی سے آنکھیں بند کر کے ملتِ اسلامیہ دوسری تمام غیر

دینی، باطل اور طاغوتی اقوام وملل کے مقابلے میں عاجز، محتاج اور عصری تقاضوں سے نا آشنا ہو کر رہ جائے گی۔

اس سارے لٹریچر کی موجودگی میں اسلامی تاریخ سے لاعلمی اور جہالت ایک بہت بڑا المیہ ہے، انگلستان امرکہ یورپ اور عرب دنیا میں نام نہاد دانشور اور مقررین اپنی تقریروں کے ذریعہ نئی نسل کو یہ کہہ کر گمراہ کررہے ہیں کہ انعقاد میلاد کی کوئی حیثیت نہیں، یہ ایک بدعت ہے، جس کا وجود صرف پاکستان اور ہندوستان میں ہے، اس کے علاوہ اور کہیں نہیں، اگر ان کی یہ بات مانی لی جائے تو اسلامی تاریخ کی تمام نامور علمی شخصیات جن کا حوالہ مختصراً ہم اوپر دے چکے ہیں، بدعتی قرار پاتی ہیں، اس میں ان کے متبعین کو بھی بدعتی کا لقب ملے گا، پھر پوری اسلامی تاریخ میں بدعتی کے فتوے سے کوئی نہیں بچے گا اور پورے اسلام پر بدعت کا اس الزام تراشی کی ضد سے کوئی محفوظ نہیں ہوگا۔

☆ آج کل عوام میں یہ شوشہ میلاد النبی ﷺ کے تحت چھوڑا جارہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ ۱۲؍ربیع الاول نہیں ہے بلکہ وہ دوسرے قول کو نقل کرتے ہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت ۱۲؍ربیع الاول میں ہوئی ہے اور علماء نے اس قول کو حجت مانا ہے۔ ان علماء میں جنہوں نے ۱۲؍ربیع الاول کا قول اختیار کیا ہے انمیں سے چند کے اسمِ گرامی متوجہ فرمائیں:

امام ابنِ اسحاقؒ، علامہ ابنِ ہشامؒ، امام ابنِ جریر طبریؒ، علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردیؒ، امام الحافظ ابوالفتح اندلوسیؒ، علامہ ابنِ الخلدومؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، محمد الصادق ابراہیم عرجومؒ اور نواب محمد صدیق حسن خان بھوپائیؒ وغیرہ جیسے لوگوں نے ۱۲؍ربیع الاول ہی کو قولِ مختار لکھا ہے۔

میلا دالنبی میں کچھ احتیاط

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن تمام اہل اسلام کے لئے فرحت وسرور محبت وانبساط کا دن ہے میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک موقعہ پر اظہار خوشی کرنا بطور شکرانہ روزہ رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے بناء بریں اس مبارک موقعہ پر نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر مبارک کی محفلیں منعقد کرنا، درودوسلام، اطعام الطعام ودیگر کارہائے خیر کا اہتمام کرنا شرعاً محمود ومستحسن ہے۔

تاہم اظہار خوشی حدود شریعت میں ہونا چاہئے اظہار خوشی میں غیر شرعی اعمال وحرکات جیسے گنانا بجانا، رقص کرنا، گانوں کی دھن میں نعت لگانا وغیرہ کی قطعاً اجازت نہیں ہوسکتی اتنی بلند آواز سے ریکارڈ لگانا جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو منع ہے حتی کہ دوسروں کو خلل کا اندیشہ ہو تو بالجہر قرآن مجید پڑھنے کا حکم نہیں ہے ایسے جھنڈیاں لگانا جس میں کلمہ طیبہ تحریر ہو گو کہ جائز ہے مگر اس کی بے ادبی کے احتمالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی حفاظت کا اہتمام ضروری ہے۔

اسلام ایک اعلیٰ و پاکیزہ مذہب ہے اس میں لغویات، خرافات اور ثقاہت ووقار عاری حرکات کی کوئی گنجائش نہیں۔ مباح واعمال خیر میں اس بات کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اس سے دوسروں کو اذیت وتکلیف اور خلل نہ ہو۔

فقط والسلام

خواجہ سلمان احمد عفی عنہ
محلّہ قاضی سہارنپور